OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

نسل نو کا تحفظ، تعمیر اور کردار، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Protection, Development, and Character Building of the Younger Generation in the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad Sallallahu Alyhi Wa Salam

Dr. Hafiz Fazale Haq Haqqani
Lecturer, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: fazlehaq498@gmail.com

Dr. Muhammad Noman (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Mr. Hasnain Amjad
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: Hasnainamjad0345@gmail.com

Received on: 08-07-2025 Accepted on: 25-08-2025

Abstract

This research, entitled “Protection, Development, and Character Building of the Younger Generation in the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ,” is an academic and intellectual study that presents a comprehensive analysis of various aspects of the education, moral development, character building, and social reform of the youth in the contemporary era. The primary objective of this research is to examine how the younger generation can be properly guided to face the modern challenges. In this regard, the Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ is presented as a comprehensive and practical model that provides guidance for all aspects of both individual and collective life. His noble life serves as an authentic and reliable source of guidance for every era and society. By drawing upon the principles of the Prophetic Seerah, the intellectual, moral, and social development of the younger generation can be effectively promoted. The threats confronting the younger generation include potential harm to the fundamental objectives of Islamic law, namely the protection of religion, life, lineage, intellect, and wealth. These threats become more severe during periods of widespread fitnah (trials and tribulations). In the light of the Qur’an and Hadith, this study explains the concept of fitnah as a situation involving trial, tribulation, and difficulty in distinguishing between truth and falsehood. It also examines the principles that should be adopted to protect and guide young people in times characterized by violence, disorder, conflict, and social corruption. The study highlights the significance of the Maqasid al-Shariah—the preservation of religion, life, intellect, lineage, and wealth—and, in light of the Prophetic Seerah, proposes a comprehensive, balanced, and effective framework for the younger generation. This framework can help them develop the right intellectual, moral, and practical direction, protect them from contemporary trials and challenges, and enable them to become righteous, morally upright, responsible, and successful members of society.

Keywords: Younger Generation, Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ, Protection and Character Building, Trials and Challenges, Maqasid al-Shariah.

تمہید

پیغمبر پاک ﷺ کی ذات گرامی تمام بنی نوع انسانی کی طرف مبعوث کی گئی ہے۔ اور بعثت کا مقصد امت کی تعلیم وتربیت اور ذاتی واجتماعی اصلاح بتلایا گیاہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں رکھی گئی ہیں جو ان کے علاوہ کسی انسان میں نہیں پائی جاتیں۔ گویا آپ ﷺ کی ذات تمام محاسن کا مجموعہ ہے۔ تمام شعبہ ہائے حیات سے وابستہ افراد کیلئے ہدایت ور ہنمائی کا سامان مہیا کیا گیاہے۔ پھر تمام لوگوں کیلئے اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے اعلان کیا گیاہے کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کی حیات بہترین عملی نمونہ بنادی گئی ہے۔ بلکہ اس سے ایک قدم آگے جاکر یہ کہا گیاہے کہ اگر تم رب سے محبت کا دعوی کرتے ہو تو تمہارے لئے رب کی چنیدہ شخصیت کا اتباع کرنالازم ہے۔ اگر تم نے ان کا اتباع کیا تو رب کریم بھی بدلے میں تمھیں اپنا محبوب بنالے گا:

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُور رَّحِيم [1]

گویا اگر تم پیغمبر پاک ﷺ کی پیروی کے بغیر رب کا قرب چاہو گے تو اس کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ یعنی اللہ پاک نے اپنے ساتھ تعلق اور محبت کیلئے بھی محمد مصطفی ﷺ کی ذات کو درمیان میں لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ تا صبح قیامت ہر شخص کی رہنمائی کیلئے آپ ﷺ کی ذات معیار گردانی گئی ہے۔

اس مقالے میں مقاصد شریعہ (تحفظ دین، جان، نسل، عقل اور مال) کے متعلق آپ ﷺ کی سیرت سے واقعات نقل کئے جائیں گے تاکہ نسل نو کی موجودہ حالات اور زمانے میں موجود تمام فتنوں سے تحفظ ہو سکے۔ اور وہ معاشرے کا ایک صالح مسلمان، محفوظ انسان اور ذمہ دار شہری بن کر نہ صرف زندگی گزار سکے بلکہ دوسروں کی بھی صحیح سمت میں رہنمائی کرسکے۔ اور عالم آخرت سے قبل اس عالم دنیا میں ایک نافع اور کامیاب شخص کا کردار ادا کرسکے۔

اب سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ

۱۔ پہلا سوال یہ ہے کہ نسل نو کا تحفظ کیوں ضروری ہے؟

۲۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ نسل نو کو کونسے خطرات درپیش ہیں؟ اور کن خطرات سے تحفظ کیا جائے؟

۳۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ نسل نو کا ان خطرات سے کس ماڈل پر تحفظ کیا جائے؟

انہی تین سوالوں کا جواب اس مقالہ میں تلاش کرنے کی کوشش اور اسے آسان زبان میں تحریر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

پہلے سوال کا جواب تلاش کرنے سے قبل بطور تمہید یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ اس جہان رنگ وبو میں سب سے قیمتی چیز حضرت انسان ہے۔ خالق کائنات فرماتے ہیں:

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلۡنَٰهُمۡ فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلۡنَٰهُمۡ عَلَىٰ كَثِيرٖ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيلٗا [2]

کیونکہ انسان ہی کی خاطر تمام کائنات کو وجود میں لایا گیا ہے اور پھر اس کی خدمت بجالانے پر بڑی بڑی مخلوقات جیسے سورج اور چاند، ستاروں کو مامور کیا گیا ہے۔

هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا[3]

اور اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ دَآئِبَيۡنِۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ [4]

تو پتہ چلا کہ اس کائنات کا دلہا انسان ہے جس کیلئے پوری کائنات سجائی گئی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ انسان ایک بہت بنیادی اکائی اور کردار ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی یہ بات بتلائی گئی ہے

إِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ، وَالدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُم[5]

اب جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے، اس کیلئے خطرات بھی زیادہ لاحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ کائنات میں موجود دوسری مخلوقات اس قیمتی چیز کے ساتھ مخاصمانہ رویہ اپنا کر اس کی جگہ لینا چاہتی ہیں، اگر اس میں ناکام ہو جائیں تو پلان بی کے تحت کم از کم اسے اپنا تابع بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان کے مقابلے میں بلکہ اس کی پیدائش سے قبل دو قسم کی مخلوقات پائی جاتی تھیں۔ جنات اور فرشتے۔ فرشتوں نے شروع میں تو خالق کائنات سے عرض کی تھی کہ یا اللہ ہم ہمہ وقت آپ کی تعریف و توصیف میں مشغول رہتے ہیں تو آپ کیوں ایسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائیں گے اور قتل وغارت گری کریں گے۔

قَالُوٓاْ أَتَجۡعَلُ فِيهَا مَن يُفۡسِدُ فِيهَا وَيَسۡفِكُ ٱلدِّمَآءَ [6]

انہوں نے اپنی دانست میں انسان کی خامی بیان کرتے ہوئے اللہ پاک کو انسان کی پیدائش کا ارادہ ترک کرنے کا بھرپور مشورہ دیا تھا۔ لیکن خالق اس انسان کی خوبی سے بخوبی واقف تھا جو فرشتوں کے علم میں نہیں تھی۔ لہذا اللہ پاک نے فرمایا:

وَأَعۡلَمُ مَا تُبۡدُونَ وَمَا كُنتُمۡ تَكۡتُمُونَ [7]

جلد ہی اللہ تعالی نے ایک آزمائش وامتحان منعقد کروائی جس کے ذریعے اس کی چھپی ہوئی خوبی ان کے سامنے ظاہر ہوئی تو انہوں نے اپنے سابقہ مشورہ سے رجوع کرتے ہوئے کہا۔ یا اللہ ہمارے پاس تو اتنا ہی علم ہے جو تو نے ہمیں عطا کیا ہے، ہم نے اسی کے مطابق مشورہ دیا تھا۔ چونکہ ہمارا علم ناقص تھا تو ہمارا مشورہ بھی ناقص ٹھہرا۔ لیکن تیرا علم کامل ہے تو تیرا ارادہ بھی کامل ہے، اور تو ہر قسم کے عیب سے پاک اور مبرا ہے، لہذا ہمیں معاف فرمادے۔ اور ہم اس مخلوق کی برتری اپنے اوپر تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ کیونکہ اس مخلوق کی سرشت میں شرافت، فرمانبرداری رچی بسی تھی۔ جس کے مطابق انہوں نے شریفانہ اور عاجزانہ انداز سے پہلے اپنا مدعا بیان کیا اور پھر خالق کا منشا جان کر جلد ہی اپنی بات سے رجوع کیا یوں اس مخلوق کا شروع دن سے ہی انسان کے ساتھ دوستانہ بلکہ خادمانہ تعلق قائم ہوا اور تا قیامت رہے گا۔

ایک اور مخلوق ایسی بھی تھی کہ جس سے اللہ پاک نے مشورہ نہیں کیا بلکہ فرشتوں کے اپنے ساتھ ایک پیج پر آنے کے بعد دونوں سے کہا کہ میری اس نئی تخلیق کو پروٹوکول دو۔ تو اس نے اس نئی مخلوق کی برتری تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اس پر خالق نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے اپنی دانست کے مطابق اپنی اور اس نئی مخلوق کے تخلیقی مادے کو بنیاد بنا کر کہا کہ اے خالق کائنات مجھے تو نے آگ جیسی برتر چیز جب کہ اس کو مٹی جیسی کم تر چیز سے پیدا کیا ہے۔ تو ایک برتر چیز کم تر چیز کی تعظیم کیسے بجالا سکتی ہے۔ اس کی دلیل اس کے خیال میں بڑی مضبوط تھی اور اگر علمی و عقلی بنیاد پر واقعی مضبوط بھی تھی، لیکن یہاں اس نے خالق کے منشا اور اس کے اپنے اوپر کرنے والے احسان کو یکسر نظر انداز کیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یا اللہ چونکہ تو میرا خالق و محسن ہے جو اآپ کی طرف سے حکم ہو گا وہ درست ہے، مخلوق کو اپنے خالق کے احسانات کا شکر گزار ہونا چاہئے اور یہ احسان اور عشق کا تقاضا بھی یہی ہے۔

لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر ڈٹ گیا، خالق کا حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا اور یوں رب سے راندہ درگاہ ہوا۔ اب جب خالق نے بھی اس سے نظریں پھیر لیں تو اس کے اندر اس نئی مخلوق سے جوش انتقام کی آگ بھڑکنے لگی۔ چنانچہ اس نے انسان سے بھرپور بدلہ لینے کیلئے خالق کو چیلنج دیا، اور کہا جسکی خاطر تو نے مجھے چھوڑ دیا ہے، میں اس کو یہ اعزاز بخشنے نہیں دوں گا، بلکہ اس کو بھی اپنے ساتھ ڈبو دوں گا۔ خالق کائنات نے بھی سٹینڈ لیتے ہوئے فرمایا کہ جس نے مجھے چھوڑ کر تیری تابعداری کی، مجھے بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن تو میرے خاص بندوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔ یوں پہلے دن سے اس مخلوق کا رویہ انسان کے ساتھ مخاصمانہ اور معاندانہ بنا، جو تا قیامت رہے گا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اس تمہید کے بعد پہلے سوال پر آتے ہیں کہ نسل نو کا تحفظ کیوں ضروری ہے؟ اس کا جواب ہمیں مل گیا کہ چونکہ انسان اس کائنات کی قیمتی ترین مخلوق ہے اور اس کو درپیش خطرات بہت زیادہ ہیں۔ اسلئے ان خطرات سے اس کا محفوظ ہونا ضروری ہے۔ انسانوں میں بھی عمر کے حساب سے درجات ہیں۔ جسمانی اور ذہنی بلوغت سے قبل انسان کیلئے یہ خطرات دوچند ہوتے ہیں۔ جبکہ اس کے بعد ان خطرات کا تناسب کم ہو جاتا ہے۔ جسمانی بلوغت کی عمر تو زیادہ سے زیادہ ۱۵ سال ہے جبکہ ذہنی بلوغت کی عمر ۴۰ سال ہے۔ جسمانی بلوغت سے قبل انسان عنفوان شباب میں قدم رکھتا ہے اور نوجوان کہلاتا ہے جبکہ ذہنی بلوغت کے بعد انسان جوان کہلاتا ہے۔ اور یہ خطرات دونوں کو لاحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ نسل نو سے مراد نوجوان اور جوان ہر دو مراد ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نسل نو ہی کا تحفظ کیوں ضروری ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں جذبات واحساسات کے ساتھ ساتھ جسمانی طاقت و قوت عروج پر ہوتی ہے اور وہ ہر برائی و شر کے انجام دہی کی نہ صرف طاقت رکھتا ہے بلکہ اس کے اندر جذبات واحساسات کا سمندر ابل رہا ہوتا ہے۔ یعنی بیرونی قوت جب اس کے اندرونی قوت و داعیہ کے ساتھ مل جاتی ہے تو اس کے بگڑنے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔

اس سوال کی مزید وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ موجودہ دور میں وہ کون سے فتنے اور چیلنجز ہیں جو ایک مسلمان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ کو کمزور کرتے ہوئے انہیں خطرات سے دوچار کرتے ہیں۔ نیز ان فتنوں کی درست پہچان کیا ہے، اور سیرتِ ذات گرامی کے تناظر میں ان سے دوری اور حفاظت کے مؤثر طریقے کون سے ہو سکتے ہیں؟

سب سے پہلے فتنہ کی پہچان ضروری ہے کہ فتنہ کیا ہوتا ہے؟

علامہ منظور الافریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ فتنہ کا معنی ابتلاء، امتحان اور اختبار کے ہیں:

ولقد فتنا الذين من قبلهم ؛ أي اختبرنا وابتلينا. وقوله تعالى مخبرا عن الملكين هاروت وماروت: إنما نحن فتنة فلا تكفر معناه إنما نحن ابتلاء واختبار لكم

یہ دراصل اس قول سے ماخوذ ہے:

فتنت الفضة والذهب إذا أذبتهما بالنار لتميز الرديء من الجيد

یعنی میں نے سونا اور چاندی کو آگ میں جلایا تاکہ ردی اور بے کار عمدہ حصہ سے علیحدہ ہو سکے۔

چنانچہ فتن احراق اور جلانے کو کہا جاتا ہے، اسی سے اللہ عزوجل کا قول ہے:

يوم هم على النار يفتنون[8]

کہ اس دن ان کفار کو آگ میں جلایا جائے گا۔

اسی طرح:

إن الذين فتنوا المؤمنين والمؤمنات ثم لم يتوبوا ؛

أي أحرقوهم بالنار الموقدة في الأخدود يلقون المؤمنين فيها ليصدوهم عن الإيمان-

ابن سیدۃ فرماتے ہیں: فتنہ کا معنی خبرۃ ہے۔ جیسے زقوم کے درخت کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا:

إنا جعلناها فتنة للظالمين [9]

کہ یہ ظالمین کیلئے ہم نے فتنہ بنایا۔

وہ اس طور پر کہ اللہ نے فرمایا کہ:

أنها شجرة تخرج في أصل الجحيم [10]

یہ درخت جہنم کے درمیان سے نکلے گا۔

کفار نے کہا کہ جہنم میں تو آگ ہوگی اور آگ تو درخت کو جلاتی ہے تو جہنم میں زقوم کا درخت کس طرح اگے گا ؟لہذا وہ اس آزمائش اور پہیلی کو سلجھانے میں ناکام رہے اور یوں اس کی تکذیب کی کہ ہم اسے مانتے ہی نہیں تو اللہ تعالی نے فرمایا:

إنا جعلناها فتنة للظالمين[11]

اسی طرح اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی:

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين[12]

کہ اے ہمارے رب ہمیں ظالمین کیلئے فتنہ مت بنا۔ یہاں فتنہ کا معنی یہ ہے کہ کفار کو ہمارے اوپر غالب مت کیجئے کہ پھر وہ عجب پسندی کا شکار ہو کر اپنے آپ کو ہم سے بہتر سمجھنے لگ جائیں۔ گویا اس جگہ فتنہ کا معنی کفار کا اپنے کفر پر خوش ہونا ہے۔ اسی طرح مرد جب عورت کے عشق میں مبتلا ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ یہ مرد عورت کے فتنے کا شکار ہو گیا۔ اسی طرح شیطان کو بھی فتان کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو اپنے دھوکے اور گناہوں کو خوبصورت بنا کر پیش کرتے ہوئے اصل حقیقت چھپالیتا ہے۔[13]

وقوله، عليه السلام: ما تركت فتنة أضر على الرجال من النساء- يقول: أخاف أن يعجبوا بهن فيشتغلوا عن الآخرة والعمل لها وقوله عز وجل: أولا يرون أنهم يفتنون في كل عام مرة أو مرتين[14] قيل: معناه يختبرون بالدعاء إلى الجهاد، وقيل: يفتنون بإنزال العذاب والمكروه.

مفتی محمد تقی عثمانی رقم طراز ہیں:

فتنہ کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ اب اس کو سمجھنا چاہئے کہ فتنہ کیا چیز ہے؟ کس کو فتنہ کہتے ہیں؟ فتنہ کے دور میں ہمارے لئے حضور اقدس ﷺ کی تعلیم کیا ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ چنانچہ فتنہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں اس کا معنی ہے سونا یا چاندی وغیرہ کو آگ پر پگھلا کر اس کا کھرا اور کھوٹا ہونا معلوم کیا جائے تا کہ اس کی حقیقت سامنے آجائے کہ یہ خالص ہے یا نہیں؟ اسی وجہ سے اس لفظ کو آزمائش و امتحان کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا فتنہ کا دوسرا معنی ہے آزمائش، چنانچہ جب انسان پر کوئی تکلیف، مصیبت یا پریشانی آئے، جس کی وجہ سے انسان کی اندرونی کیفیت کی آ زمائش ہو جائے کہ وہ انسان ایسی حالت میں کیا طرز عمل اختیار کرتا ہے؟ آیا صبر کرتا ہے یا واویلا کرتا ہے، فرمانبردار رہتا ہے یا نافرمان ہو جاتا ہے، اس آزمائش کو بھی فتنہ کہا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں فتنہ کا لفظ ایسی کیفیت اور صورتحال کیلئے استعمال ہوا ہے جس میں حق مشتبہ ہو جائے، حق و باطل میں امتیاز کرنا مشکل ہو جائے، صحیح اور غلط میں امتیاز باقی نہ رہے، یہ پتہ نہ چلے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو کہا جائے گا کہ یہ فتنے کا دور ہے[15]۔

اسی طرح معاشرے میں، گناہ، فسق و فجور اور نافرمانیاں عام ہو جائیں تو اس کو بھی فتنہ کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جو چیز حق نہ ہو اس کو حق سمجھنا اور جو چیز دلیل ثبوت نہ ہو اسے دلیل ثبوت سمجھنا بھی ایک فتنہ ہے، جیسے آج اگر کسی سے کہا جائے کہ فلاں کام گناہ ہے، ناجائز یا بدعت ہے تو وہ کہتا ہے کہ ارے یہ کام تو ساری دنیا کر رہی ہے یا یہ کام تو سعودی عرب میں بھی ہوتا ہے، حالانکہ سارے لوگوں کے کرنے یا عرب میں ہونے سے وہ چیز درست اور جائز نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ بھی ایک فتنہ ہے جو چیز حق کی دلیل نہیں تھی اس کو دلیل سمجھ لیا گیا ہے۔

اسی طرح شہر کے اندر بہت ساری جماعتیں کھڑی ہو گئیں اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے؟ کون غلط کہہ رہا ہے اور کون صحیح کہہ رہا ہے، چنانچہ حق وباطل کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہو گیا، یہ بھی ایک فتنہ ہے۔

اسی طرح جب دو مسلمان یا مسلمانوں کی دو جماعتیں ایک دوسروں کے خلاف برسرپیکار ہو جائیں، آپس میں لڑ پڑیں اور ایک دوسروں کے خون کے پیاسے ہو جائیں اور یہ پتہ چلانا مشکل ہو جائے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے؟ تو یہ بھی ایک فتنہ ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ [16]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب وہ مسلمان اپنی اپنی تلواروں سے باہم ٹکرائیں تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں فرمان نبوی ہے:

ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگوں کے درمیان "ہرج" حد سے بڑھ جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ ہرَج سے کیا مراد ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس سے مراد قتل وخونریزی ہے۔ یعنی اس دور میں کثرت سے قتل وغارت ہو گی اور انسانی جان کی قدر وقیمت نہایت کم رہ جائے گی، یہاں تک کہ وہ مچھر یا مکھی سے بھی زیادہ حقیر سمجھی جائے گی۔

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ "، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْهَرْجُ؟ فَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ؛ فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ[17]

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ایسا دور بھی آئے گا جب قتل کرنے والے کو خود یہ معلوم نہیں ہو گا کہ اس نے کس وجہ سے کسی کو قتل کیا، اور جسے قتل کیا جائے گا اسے بھی یہ سمجھ نہیں آئے گی کہ اسے کیوں نشانہ بنایا گیا۔؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ، وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ. فَقِيلَ: كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ: الْهَرْجُ، الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ[18]

آج کے اس دور پر نظر ڈالی جائے اور پھر حضور اقدس ﷺ کے ان ارشاد پر نظر ڈالی جائے تو ایسا لگتا ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے اسی زمانے کو دیکھ کر یہ ارشادات فرمائے تھے، پہلے زمانے میں قاتل تو معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن مقتول کا پتہ چلتا کہ یہ چوری کی وجہ سے، ڈاکہ کی یا دشمنی کی وجہ سے مارا گیا۔ لیکن آج حالت یہ ہے کہ ایک شخص ہے، کسی سے نہ کچھ لینا دینا، نہ کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہ کسی سے کوئی جھگڑا، بس بیٹھے بٹھائے مارا گیا، چنانچہ یہ ساری باتیں آپ ﷺ پہلے سے صاف صاف بتا گئے ہیں۔

اب اگلا سوال یہ ہے ایسے فتنہ کے دور میں کیا کرنا چاہئے؟

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی تفصیل حدیث موجود ہے:

سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: « كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ. قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ. فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، صِفْهُمْ لَنَا. قَالَ: نَعَمْ، قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ. فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِك[19]

پہلا حکم یہ ہے ایسے دور میں جمہور مسلمان اور ان کے امام کے ساتھ ہو جاو اور بغاوت کرنے والوں کو چھوڑ دو اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرلو:

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ

ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ اگر مسلمانوں کی اکثریت والی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر آدمی کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں ہر جماعت اور پارٹی سے الگ ہو کر زندگی گزارو، اور اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جاو، یعنی بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلو، ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا ساتھ مت دو۔

دوسرا حکم جب تم لوگوں سے کنارہ کش ہو کر زندگی گزارو اور مسلمان آپس میں دست و گریبان ہوں تو ان کا تماشہ دیکھنے بھی مت جاو، کیونکہ جو بطور تماشہ دیکھے تو اسے فتنہ اپنی طرف کھینچ لے گا اور اسے اچک لے گا۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، مَنِ اسْتَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْهُ[20]

تیسرا حکم، آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے فتنے شروع ہو جائیں گے جیسے گرمیوں میں چلنے والی ہوا ہوتی ہے۔ اس زمانے میں کھڑا ہونے والا، چلنے والے سے بہتر ہو گا جب کہ بیٹھنے ولا کھڑا ہونے والے سے بھی بہتر ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا حصہ مت لو، اپنے گھر میں بیٹھ کر ذاتی زندگی درست کرنے کی فکر کرو۔

چوتھا حکم یہ ہے کہ اس زمانے میں سب سے بہترین مال ان بکریوں کو کہا گیا جنہیں انسان لے کر پہاڑوں پہ جائے، اور شہری زندگی چھوڑ دے، ایسا شخص سب سے زیاد محفوظ ہو گا، کیونکہ شہروں میں ظاہری و باطنی فتنے اسے اچکنے کیلئے تیار ہوں گے۔

دین اسلام کے پیروکاروں کو اسلامی ریاست پانچ چیزوں کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے۔ جو کہ بالترتیب یہ ہیں۔ دین، جان، عقل، نسل اور مال۔ ان پانچوں کو مقاصد شرعیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامی ان پانچوں کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے۔ ان سب میں بھی بالترتیب

دین، جان، عقل، نسل، اور مال قیمتی ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے دین کی حفاظت ضروری ہے اس کے بعد جان کی، پھر عقل پھر نسل، اور آخر میں مال کی حفاظت ضروری ہے۔ حفاظت دین سے مراد انسان کے ایمان، عقیدہ اور دین کی حفاظت کرنا ہے۔

موجودہ دور میں نوجوان نسل کے ایمان، عقیدے اور دینی شعور کے تحفظ کے لیے سیرتِ نبوی علیہ السلام نہایت جامع اور مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ سیرتِ طیبہ علیہ السلام میں دین اور عقیدے کی حفاظت کے حوالے سے متعدد عملی مثالیں موجود ہیں، جن میں سے تین نمایاں واقعات درج ذیل ہیں:

1۔ حفاظت دین

1۔ مکہ میں توحید کی دعوت اور عقیدہ کی حفاظت

نبی کریم ﷺ نے مکہ میں سخت مخالفت اور اذیتوں کے باوجود توحید کی دعوت کو ترک نہیں کیا اور شرک کے خلاف ڈٹ کر کھڑے رہے۔ قریش نے مال، حکومت اور سرداری کی پیشکش کی مگر آپ ﷺ نے عقیدۂ توحید سے سمجھوتہ نہ کیا۔

قالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: يَا عَمُّ، وَاللَّهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي، وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى أَنْ أَتْرُكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ، أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ، مَا تَرَكْتُهُ[21].

2۔ حضرت معاذ بن جبل کی یمن کی طرف تقرری اور عقائد کی ترغیب

جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں عقیدۂ توحید کی بنیادی تعلیم کو غیر معمولی اہمیت دینے کی تلقین کی۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جب وہ ان لوگوں کے پاس پہنچیں تو سب سے پہلے انہیں وحدانیت باری تعالی اور توحید کی دعوت دیں، اور اسی بنیادی عقیدے کی طرف متوجہ کریں۔[22]

عَنِ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ:" لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ، قَالَ لَهُ: إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ تَعَالَى [23]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کو ایک مانیں (اور میری رسالت کو مانیں)۔

3۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کی عقیدے پر تربیت

نبی کریم ﷺ نے نوجوان صحابی کو ایمان اور عقیدے کی مضبوطی کے لیے نصیحت فرمائی": اے لڑکے ! اللہ کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا ... اگر تم مانگو تو اللہ سے مانگو۔"

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا، فَقَالَ: «يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ[24]

چونکہ موجودہ دور میں نوجوانوں کے دین و ایمان کی حفاظت ایک بڑا چیلنج ہے کیونکہ میڈیا، ٹیکنالوجی، اور غیر دینی اثرات نوجوانوں کی سوچ پر براہِ راست اثر ڈال رہے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ہم چند اہم اقدامات کر سکتے ہیں۔

ادور حاضر میں کرنے کے کام:

1۔ توحید اور عقیدہ کی مضبوط تعلیم

نوجوانوں کو بنیادی عقائد (توحید، رسالت، قیامت) واضح اور عملی انداز میں سکھانا ضروری ہے۔

سیرت کی مثال : محمد علیہ السلام نے مکہ کے اندر ابتداء میں وحدانیت باری کی تبلیغ فرمائی اور انہیں ایمان پر پختگی اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت دی۔

عملی اقدام : قرآن و سنت کی بنیاد پر نوجوانوں کے لیے کورسز، ورکشاپس اور آن لائن پروگرامز ترتیب دینا۔

2۔ نوجوانوں کی تربیت اور اخلاقی رہنمائی

صرف علم دین کی تعلیم کافی نہیں نہیں بلکہ عملی نمونہ بھی دکھانا ضروری ہے۔ کیونکہ آج کا نوجوان کسی کو عملی نمونہ دیکھ کر فالو کرنا چاہتا ہے۔

سیرت کی مثال : نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اخلاق، عدل اور صبر کا عملی نمونہ پیش کیا۔

عملی اقدام : نوجوانوں کو مسجد، کمیونٹی سینٹرز یا آن لائن پلیٹ فارمز پر تربیتی پروگرامز کے ذریعے عملی اخلاقیات سکھانا۔

3۔ مثبت اور دینی ماحول فراہم کرنا

نوجوانوں کو وہ ماحول فراہم کرنا چاہیے جہاں ان کی دینی پہچان مضبوط ہو۔

سیرت کی مثال : رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو ایسی صحبت میں رکھا جس سے ایمان مضبوط ہوا۔

قَالَ مُعَاذٌ: اجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً.وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: الْيَقِينُ الْإِيمَانُ كُلُّهُ.وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ.[25]

عملی اقدام : نوجوانوں کے لیے دینی سینٹرز، اسلامی سرگرمیاں، مثبت دوستوں کا حلقہ اور پاک معاشرتی ماحول فراہم کرنا

4۔ علم و شعور اور سوال و جواب کی سہولت

نوجوان اکثر سوالات اور ابہامات کی وجہ سے اپنے عقیدہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ہوتے ہیں۔

سیرت کی مثال : نبی ﷺ نے حضرت معاذ اور دیگر صحابہ کو ہر سوال کا جواب سیکھنے اور سمجھنے کی تربیت دی۔ صرف قرآن کریم میں ۱۷ جگہ یسالونک کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کہ صحابہ کرام روزمرہ کے مسائل آپ ﷺ سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ اور حدیث میں تو بے شمار جگہ ایسے سوالات کا ذکر آتا ہے۔ یارسول اللہ۔ای الاعمال افضل وغیرہ وغیرہ

عملی اقدام : نوجوانوں کے لیے مفت آن لائن اسلامی مشاورت، سوال و جواب کے سیشن، اور نصاب میں سیرت و عقیدہ کی وضاحت۔

5۔ والدین اور اساتذہ کی ہمہ وقت نگرانی

والدین اور اساتذہ نوجوانوں کی دینی تربیت میں سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سیرت کی مثال : نبی ﷺ نے خود اپنی اولاد اور صحابہ کی تربیت میں وقت اور محنت دی۔

قرآن کریم میں حق سبحانہ وتقدس فرماتے ہیں۔

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[26]

کہ اے مومنو۔ اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاو۔

اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے:

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: كُلُّكُمْ رَاعٍ ومسؤول عَنْ رَعِيَّتِهِ[27]

کہ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

عملی اقدام : والدین اور اساتذہ کے لیے تربیتی ورکشاپس، رہنمائی اور تربیتی مواد فراہم کرنا تاکہ وہ نوجوانوں کی رہنمائی کر سکیں

2۔ حفاظت جان

نسل نو کی جان اور جسم کی حفاظت اسلام کے اہم مقاصد میں سے ہے حفظُ النفس۔ کی سیرتِ طیبہ ﷺ میں اس بارے میں واضح رہنمائی ملتی ہے۔ مختصراً چند اصول درج ذیل ہیں:

سیرتِ طیبہ ﷺ میں انسانی جان کی حفاظت کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ ان میں سے تین اہم واقعات باحوالہ درج ذیل ہیں:

1۔ جنگوں میں غیر محارب افراد کو قتل کرنے سے منع کرنا

رسول اللہ ﷺ جب لشکر بھیجتے تو واضح ہدایات دیتے کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے۔ ایک مرتبہ ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپ ﷺ نے اس پر ناراضی ظاہر فرمائی اور فرمایا": یہ تو لڑنے والوں میں سے نہیں تھی۔"

وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ[28]

2۔ایک جان بچانے والے کو پوری انسانیت بچانے کے برابر قرار دینا

نبی کریم ﷺ نے انسانی جان کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک انسان کی جان بچانا بہت بڑی نیکی ہے اور اس کی بڑی قدر و منزلت ہے۔

دلیل: جس شخص نے ایک شخص کو زندہ رکھنے کی کوشش کی، گویا اس نے پوری انسانیت کو زندگی عطا کی۔

وَمَنۡ أَحۡيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحۡيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعٗاۚ[29]

3۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی دینا

فتحِ مکہ کے موقع پر، جب حالات مکمل طور پر مسلمانوں کے حق میں ہو چکے تھے اور مخالفین سے انتقام لینے کا بھرپور موقع موجود تھا، تب آپ علیہ السلام نے اعلیٰ ظرفی اور عفو و درگزر کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ یہ اقدام نہ صرف اخلاقی عظمت کی علامت تھا بلکہ انسانی جان و مال کے تحفظ کے اصول کو بھی عملی طور پر نمایاں کرتا ہے۔

اس موقع پر پیغمبر پاک نے واضح فرمایا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں جائے گا وہ محفوظ رہے گا، اور جو اپنے گھر میں ٹھہرے گا اسے بھی امان حاصل ہوگی۔ اس طرزِ عمل سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں امن، رواداری اور انسانی جان و مال کا تحفظ بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اور یہی اصول ایک پر امن اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ[30]

دور حاضر میں کرنے کے کام

1۔جان کے حق پر شعور اور امن کی تعلیم

جس طرح نبی ﷺ نے ہمیشہ انسانی جان کی حرمت پر زور دیا اور ظلم، قتل و تشدد سے روکا اور ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے متعلق اللہ سے یہ دعا فرمائی کہ:

رَبِّ ٱجۡعَلۡ هَٰذَا ٱلۡبَلَدَ ءَامِنٗا[31]

لہذا درج ذیل کام کرنے ضروری ہیں۔

عملی اقدامات:

نوجوانوں میں حقوق العباد اور دوسروں کی جان کا احترام سکھانا۔

گھریلو، اسکول اور کمیونٹی میں تشدد، لڑائی اور جرائم سے بچاؤ کی تربیت دینا

آن لائن یا حقیقی ماحول میں نفرت انگیزی اور جسمانی خطرات سے آگاہ کرنا

2۔ فطری اور معاشرتی خطرات سے تحفظ

نبی ﷺ نے لوگوں کو قدرتی اور معاشرتی خطرات سے بچانے کی تعلیم دی۔ نیز ماحول کو شجر کاری کے ذریعے خوبصورت بنانے اور اس کے صدقہ جاریہ ہونے کا ذکر کیا:

عن انس بن مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: (مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا، فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ [32]

عملی اقدامات:

نوجوانوں کو سڑکوں پر حفاظتی قوانین ہیلمٹ، سیٹ بیلٹ، ٹریفک اصول اپنانے کی تربیت دینا۔

سیلاب، آگ، زلزلے یا دیگر ہنگامی حالات کے لیے آگاہی اور حفاظتی تربیت دینا۔

کھیلوں اور روزمرہ سرگرمیوں میں حفاظتی آلات اور قوانین کی پابندی۔

حوالہ سیرت: قرآن کریم نے اپنے ہاتھ سے خود کو ہلاکت میں ڈالنے کو خودکشی کے مترادف قرار دیا ہے:

وَأَنفِقُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ [33]

3۔ طبی اور صحت کی دیکھ بھال

نبی ﷺ نے بیماریوں کی تشخیص اور علاج کی اہمیت بیان کی اور مریض کی جان کی حفاظت کی۔

عملی اقدامات:

نوجوانوں کو بیماریوں کے ابتدائی علامات، اور ہنگامی طبی امداد کی تعلیم دینا۔

حفظان صحت، مناسب خوراک اور جسمانی سرگرمی کے ذریعے جسمانی خطرات سے بچاؤ۔

ذہنی دباؤ اور خودکشی جیسے خطرات کی شناخت اور بروقت مدد فراہم کرنا۔

حوالہ سیرت: نبی ﷺ نے مریض کی تیمارداری اور صحت کے اصول بیان کیے:

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ: هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ أَنْ لَا نَتَدَاوَى؟ قَالَ: تَدَاوَوْا عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ، سُبْحَانَهُ، لَمْ يَضَعْ دَاءً، إِلَّا وَضَعَ مَعَهُ شِفَاءً، إِلَّا الْهَرَمَ[34]

4۔ جنگ و تشدد سے حفاظت

نبی ﷺ نے جنگ میں بھی شہریوں، خواتین اور بچوں کی جانوں کی حفاظت کی۔

عملی اقدامات:

نوجوانوں میں تشدد اور انتقام کے جذبات کو کنٹرول کرنے کی تربیت دینا۔

معاشرتی بحران یا تشدد کے وقت محفوظ راستوں اور ہنگامی منصوبہ بندی کی ہدایات دینا۔

حوالہ سیرت: مکہ فتح ہونے کے وقت نبی اکرم علیہ السلام نے دشمنوں کی جانوں کو عام معافی کا اعلان فرمایا:

قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، مَا تُرَوْنَ أَنِّي فَاعِلٌ فِيكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرًا، أَخٌ كَرِيمٌ، وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ، قَالَ: اذْهَبُوا فَأَنْتُمْ الطُّلَقَاءُ[35]

5۔ کھیل اور جسمانی سرگرمی کے ذریعے ذہنی صحت

نبی ﷺ نے تیر اندازی، گھڑ سواری اور تیراکی جیسی جسمانی سرگرمیوں کو فروغ دیا تاکہ عقل بھی تیز اور دماغی صحت بہتر رہے۔

إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، وَلَيْسَ اللهْوُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةٍ: تَأْدِيبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتِهِ امْرَأَتَهُ، وَرَمْيِهِ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ، فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ كَفَرَهَا، أَوْ قَالَ كَفَرَ بِهَا[36].

عملی اقدام: نوجوانوں کو کھیلوں اور جسمانی مشقوں کی ترغیب دینا تاکہ دماغی اور جسمانی طاقت میں توازن قائم ہو۔

حفاظت عقل

سیرتِ طیبہ ﷺ میں انسانی عقل (حفظُ العقل) کی حفاظت کے متعدد نمونے ملتے ہیں۔ مختصراً تین واقعات باحوالہ درج ذیل ہیں:

ا۔ شراب کے حرام ہونے کا تدریجی نفاذ

آپ علیہ السلام کے زمانے میں شراب نوشی عام تھی۔ قرآن کے ذریعے مرحلہ وار اس کی ممانعت کی گئی، یہاں تک کہ اسے قطعی حرام قرار دے دیا گیا تاکہ انسانی عقل محفوظ رہے اور مرحلہ وار حرمت کی وجہ سے چھوڑنے میں کوئی مشکل بھی نہ پیش آئے۔

دلیل:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ ... رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوه[37]

2۔ نشہ آور اشیاء سے منع فرمانا

محمد علیہ السلام نے ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا جو انسانی عقل کو متاثر کرے یا اسے کمزور کردے

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ[38].

3۔ علم و فکر کی طرف رغبت دلانا

پیغمبر پاک ﷺ نے مسلمانوں کو علم حاصل کرنے اور غور و فکر کرنے کی تعلیم دی تاکہ عقل صحیح سمت میں استعمال ہو سکے۔

حدیث:

طلب العلم فريضة على كل مسلم[39]

دور حاضر میں کرنے کے کام

1۔عقیدہ و فہم کی درست تربیت

نبی ﷺ نے نوجوان صحابہ کو صحیح عقیدہ سکھایا تاکہ ان کی عقل اور فکر گمراہی سے محفوظ رہے۔

عملی اقدام : نوجوانوں کو عقیدۂ توحید، رسالت اور اخلاقیات پر تربیت دینا اور غلط معلومات سے بچانا۔

حوالہ سیرت : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت آپ علیہ السلام نے سب سے پہلے توحید کی تعلیم دینے کی تلقین فرمائی۔

2۔نقصان دہ اور گمراہ کن معلومات سے بچاؤ

نبی ﷺ نے صحابہ کو ایسے خیالات اور مواد سے محفوظ رکھنے کی تعلیم دی جو عقل کو بگاڑ سکتے ہیں۔ارشاد باری ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ[40] -

اسی طرح ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے پھیلانے کو حدیث پاک میں جھوٹا قرار دیا گیا ہے۔

عن أبي هريرة، أن النبيَّ- صلى الله عليه وسلم قال: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا، أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.[41]

عملی اقدام : نوجوانوں کے لیے آن لائن اور حقیقی دنیا میں محتاط رہنے کی تربیت، جھوٹی معلومات یا فتنہ انگیز مواد سے بچاؤ۔

4۔حفاظت نسل:

سیرتِ طیبہ ﷺ میں انسانی نسل کی حفاظت (حفظُ النسل) کے واضح عملی نمونے موجود ہیں۔ مختصراً تین واقعات باحوالہ درج ذیل ہیں:

1۔ نکاح کی ترغیب اور خاندانی نظام کا قیام

رسولِ اکرم علیہ السلام نے سماج میں نسل انسانی کو پاک اور مضبوط بنانے کے لیے رشتہ ازدواج کی ترغیب دی اور اسے اپنی سنت قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي[42]

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے، اور جو شخص اس سنت کی پیروی نہیں کرتا، اس کا میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔

2۔ زنا کی ممانعت اور عفت کی تعلیم

ایک نوجوان نے رسولِ اکرم ﷺ سے زنا کرنے کی اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے حکمت اور رحمت کے ساتھ اسے سمجھایا کہ وہ عمل جو وہ اپنی ماں، بہن یا بیٹی کے لیے ناپسند کرے، دوسروں کے لیے پسند بھی کرنا درست نہیں۔ اس طریقے سے آپ ﷺ نے اس کی ذہن سازی فرما کر اس کیلئے دعا فرمائی اور اسے گناہ سے بچایا۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي بِالزِّنَى، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، فَزَجَرُوهُ، وَقَالُوا: مَهْ مَهْ، فَقَالَ: " ادْنُهْ " فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا، قَالَ: فَجَلَسَ، قَالَ: " أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟ " قَالَ: لَا وَاللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ.

قَالَ: " وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ " قَالَ: " أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ " قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: " وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ " قَالَ: " أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ " قَالَ: لَا وَاللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: " وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ " قَالَ: " أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ " قَالَ: لَا وَاللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: " وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ " قَالَ: " أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ " قَالَ: لَا وَاللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: " وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ " قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: " اللهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ " قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ[43]

3۔ نسب کو خلط ملط کرنے کی ممانعت

محمد علیہ السلام نے نسب اور خاندانی شناخت کی حفاظت پر خصوصی توجہ دی اور کسی غیر باپ کی نسبت اختیار کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص قصداً اپنے حقیقی والد کو چھوڑ کسی اور کی طرف دعوی کرے، اس کے لیے جنت بند کر دی جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ[44]

دور حاضر میں کرنے کے کام

موجودہ دور میں نوجوانوں کے نسل) حفظُ النسل (کی حفاظت ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ غیر محفوظ تعلقات، جنسی معلومات کی غلط فراہمی، اور سماجی دباؤ نوجوانوں کی اخلاقی اور خاندانی تربیت پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اس حوالے سے اقدامات درج ذیل ہیں:

1۔ نکاح اور پاکیزہ تعلقات کی ترغیب

نبی ﷺ نے معاشرے میں پاکیزہ نسل کے لیے نکاح کو سنت اور حلال راستہ قرار دیا۔

عملی اقدام:

نوجوانوں کو نکاح کے فوائد اور حلال تعلقات کی اہمیت سمجھانا۔

شادی کے لیے شرعی، معاشرتی اور اخلاقی تربیت فراہم کرنا۔

2۔ زنا اور ناجائز تعلقات سے بچاؤ

رسول ﷺ نے زنا اور ناجائز تعلقات کی سخت ممانعت کی تاکہ نسل اور اخلاقی تربیت محفوظ رہے۔

عملی اقدام:

نوجوانوں میں حرام تعلقات کے خطرات اور سماجی و اخلاقی نتائج کے بارے میں شعور پیدا کرنا۔

میڈیا اور سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی مواد سے بچاؤ کی تربیت دینا۔

حوالہ سیرت: نبی ﷺ نے نوجوان کو زنا کے گناہ سے بچانے کے لیے حکمت اور نصیحت کا استعمال فرمایا

3۔ نسب اور خاندانی شناخت کی حفاظت

رسول ﷺ نے نسب اور خاندانی تعلقات کو محفوظ رکھنے پر زور دیا:

وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَصِلَةِ الرَّحِمِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ، وَالْكَفِّ عَنْ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنْ الْفَوَاحِشِ، وَقَوْلِ الزُّورِ، وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ، وَقَذْفِ الْمُحْصَنَاتِ[45]

عملی اقدام:

نوجوانوں کو خاندانی تعلقات اور نسب کی اہمیت بتانا۔

غلط نسبت یا شناخت کے غلط استعمال سے آگاہ کرنا۔

حوالہ سیرت: آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بالقصد اپنے حقیقی والد کے بجائے کسی اور کی نسبت اختیار کرے، اس کے لیے جنت حرام قرار دی گئی ہے۔

4۔ والدین اور اساتذہ کی تربیت

نبی ﷺ نے خود اپنے صحابہ کی تربیت اور رہنمائی میں وقت لگایا تاکہ نسل صحیح تربیت پائے۔

عملی اقدام: والدین اور اساتذہ کو تربیت دینا تاکہ وہ نوجوانوں کو اخلاقی، دینی اور خاندانی اصولوں کی بنیاد پر رہنمائی فراہم کریں۔

5۔ صالح معاشرت اور دوستوں کا حلقہ

نوجوان اسی ماحول میں مضبوط رہ سکتے ہیں جو ایمان اور اخلاق کی تعلیم دیتا ہو۔

عملی اقدام:

نوجوانوں کے لیے دینی، اخلاقی اور کھیلوں کی سرگرمیوں کا ماحول فراہم کرنا۔

اچھے دوستوں اور صحابتی ماحول کی اہمیت اجاگر کرنا۔

حوالہ سیرت: صحابہ کی صحبت میں رہ کر نبی ﷺ نے ایمان و اخلاق کی تربیت دی۔

5۔ حفاظت مال

سیرتِ طیبہ ﷺ میں انسانی مال کی حفاظت (حفظُ المال) کے واضح نمونے ملتے ہیں۔ مختصراً تین واقعات با حوالہ درج ذیل ہیں:

1۔ خطبہ حجۃ الوداع میں مال کی حرمت کا اعلان

آپ علیہ السلام نے اپنے آخری خطبہ میں انسانی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی اہمیت بیان فرمائی اور انہیں سب کے لیے اسے حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"تمہاری جانیں، تمہارا مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں۔"

قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ – قَالَ مُحَمَّدٌ : وَأَحْسَبُهُ – قَالَ :– وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا[46]

2۔امانت کی ادائیگی کی تاکید

آپ علیہ السلام کو بعثت سے قبل ہی "امین" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ہجرت کے وقت آپ نے یہ یقینی بنانے کے لیے کہ ہر امانت صحیح مالک تک پہنچے، حضرت علیؓ کو مکہ میں رہ کر امانتیں واپس کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ اسی طرح کامل مومن کی ایک نمایاں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ امانتوں کی حفاظت کرتا اور انہیں دیانت داری کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

وَٱلَّذِينَ هُمۡ لِأَمَٰنَٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رَٰعُونَ[47]

3۔ چوری کی ممانعت اور حد کا نفاذ

رسول اکرم علیہ اسلام نے چوری کو سخت جرم قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر میری بیٹی بھی چوری کرے تو اس پر بھی حد قائم کی جائے گی۔ اس سے معاشرے میں مال کے تحفظ کا اصول قائم کیا گیا۔

عن عائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فقالوا: مَنْ يُكَلِّمُ فيها النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم؟ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ، فَكَلَّمَهُ أُسامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقالَ: إِنَّ بَنِي إِسْرائِيلَ كانَ إذا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذا سَرَقَ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ، لَوْ كانَتْ فاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَها[48]

موجودہ دور میں نوجوانوں کے مال کی حفاظت) حفظُ المال (بھی ایک بڑا چیلنج ہے کیونکہ سوشل میڈیا، آن لائن لین دین، فراڈ، قرض اور غیر محفوظ مالی فیصلے نوجوانوں کو معاشی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اس حوالے سے اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ امانت اور دیانتداری کی تربیت

نبی ﷺ نے ہمیشہ امین اور دیانتدار رہنے پر زور دیا تاکہ مال محفوظ رہے۔

عملی اقدام:

نوجوانوں کو امانت داری اور صحیح مالی رویے کی تربیت دینا۔

قرض، سود اور غیر قانونی مالی طریقوں سے بچاؤ سکھانا۔

حوالہ سیرت: نبی ﷺ کو مکہ میں " الامین "کہا جاتا تھا کیونکہ آپ ﷺ نے لوگوں کی امانتیں واپس کیں۔

2۔ چوری اور دھوکہ دہی سے بچاؤ

رسول اللہ ﷺ نے چوری اور دھوکہ دہی کو سخت جرم قرار دیا۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي[49]

عملی اقدام:

نوجوانوں کو قانونی اور شرعی نتائج سے آگاہ کرنا۔

آن لائن فراڈ، اسکیمز اور غیر محفوظ لین دین سے بچاؤ سکھانا۔

حوالہ سیرت: نبی ﷺ نے فرمایا": اگر میری بیٹی بھی چوری کرے تو اس پر حد لگائی جائے گی۔"

3۔ حرمت مال اور دوسروں کے حقوق کی تعلیم

نبی ﷺ نے مال کی حرمت اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت پر زور دیا۔

عملی اقدام:

نوجوانوں کو سوشل ریسپانسبل اور قانونی حقوق و واجبات کی تربیت دینا۔

دوسروں کے مال میں حلال و حرام کی تمیز سکھانا۔

حوالہ سیرت: خطبہ حجۃ الوداع کے دوران نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ انسانی جان، مال اور عزت ایک دوسرے کے لیے مقدس اور غیر قابلِ تجاوز ہیں۔

4۔مالی منصوبہ بندی اور صحیح اخراجات

نبی ﷺ نے اعتدال اور فضول خرچی سے بچاؤ کی تعلیم دی۔

عملی اقدام:

نوجوانوں کو بجٹ، بچت اور فضول خرچی سے بچاؤ کے طریقے سکھانا۔

ضروریات اور خواہشات میں فرق سمجھانا تاکہ مال محفوظ رہے۔

حوالہ سیرت: نبی ﷺ نے فرمایا : عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: « مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ[50].

5۔ فراہمی اور روزگار کی شریعت کے مطابق تربیت

نوجوانوں کو حلال رزق اور محنت کی اہمیت سکھانا تاکہ مال محفوظ ہو۔

عملی اقدام:

حلال کاروبار، محنت اور مالی اخلاقیات کی تربیت دینا۔

نوجوانوں کو قانونی اور شرعی دائرے میں مالی مواقع فراہم کرنا۔

نتائج البحث:

1. نسلِ نو کسی بھی معاشرے کا سب سے قیمتی سرمایہ اور اس کے مستقبل کی ضامن ہوتی ہے۔ اسی لیے شریعتِ اسلامیہ نے انسان کے بنیادی مقاصد یعنی دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ کو مرکزی حیثیت دی ہے، اور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو ان تمام پہلوؤں میں کامل رہنمائی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔
2. دورِ حاضر میں فتنوں کی نوعیت نہایت پیچیدہ اور ہمہ جہت ہو چکی ہے، جن میں فکری انتشار، اخلاقی انحطاط، میڈیا کے منفی اثرات اور سماجی بگاڑ نمایاں ہیں۔ ایسے حالات میں سیرتِ نبوی ﷺ ہی وہ جامع اور متوازن ماڈل فراہم کرتی ہے جو نہ صرف ان فتنوں کی صحیح تشخیص کرتی ہے بلکہ ان کے مؤثر حل بھی پیش کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اسلوبِ تربیت، حکمت، شفقت اور عملی نمونہ پر مبنی تھا، جو ہر دور میں قابلِ عمل ہے۔
3. نوجوانی کا دور انتہائی حساس ہوتا ہے، جس میں انسان کی جذباتی، جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں عروج پر ہوتی ہیں۔ اگر اس مرحلے پر درست رہنمائی اور مثبت ماحول میسر ہو تو یہی نوجوان امت کا عظیم سرمایہ بن سکتا ہے، بصورتِ دیگر وہ فتنوں کا آسان شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نسلِ نو کی حفاظت اور تربیت محض انفرادی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک اجتماعی فریضہ ہے، جس میں والدین، اساتذہ، علماء اور معاشرے کے تمام طبقات کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔

تجاویز

1. تعلیمی نظام میں سیرتِ نبوی علیہ السلام کو صرف ایک نصابی مضمون کے بجائے عملی زندگی کے رہنما اصول کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے، تاکہ طلبہ کی فکری اور اخلاقی نشوونما ممکن ہو سکے۔
2. نوجوانوں کے لیے ایسے دینی و فکری پلیٹ فارمز قائم کیے جائیں جہاں ان کے سوالات اور شبہات کا تسلی بخش جواب دیا جا سکے اور انہیں مثبت سرگرمیوں کی طرف راغب کیا جا سکے۔
3. معاشرے میں مثبت اور پاکیزہ ماحول کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے، جس میں اچھے دوست، صحت مند سرگرمیاں اور دینی اقدار کو فروغ حاصل ہو۔
4. والدین اور اساتذہ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ وہ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نوجوانوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔
5. میڈیا اور ٹیکنالوجی کے استعمال کے لیے واضح اخلاقی اور دینی رہنما اصول وضع کیے جائیں، تاکہ نوجوان ان ذرائع کو مثبت اور تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ ایک ایسا جامع اور ہمہ گیر نظامِ حیات فراہم کرتی ہے جو ہر دور کے فتنوں کا مقابلہ کرنے اور نسلِ نو کی صحیح خطوط پر تربیت کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر ان اصولوں کو سنجیدگی سے اپنایا جائے تو ایک صالح، باکردار اور متوازن معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] آل عمران:31

[2] الإسراء:70

[3] البقرة:29

[4] إبراھیم:33

[5] ابن ابي الدنيا، ابو بكر عبد الله بن محمد، قصر الامل لابن ابي الدنيا، دار ابن حزم - لبنان / بيروت، ص:129

[6] البقرة:30

[7] البقرة:33

[8] الذاريات، 13

[9] الصافات، 63

[10] الصافات، 64

[11] الصافات، 63

[12] یونس، 85

[13] ابن منظور الافريقي، لسان العرب، دار صادر – بيروت، ج:13، ص:317

[14] التوبہ، 146

[15]. اسلام اور دور جدید کے چند شبہات ومغالطے---- تقی عثمانی، 77-103

[16] صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، حدیث:7253

[17] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم الحدیث:85

[18] صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، رقم الحدیث:7304

[19] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:4784

[20] محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالہ – بیروت، ج:1، ص:291

[21] سیرۃ ابن ہشام، ج:1، ص:266

[22] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم الحدیث:123

[23] صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم الحدیث:7372

24 سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:2516

25 صحیح البخاری، ج:1، ص:194

26 التحریم:6

27 صحیح بخاری، کتاب الاحکام، رقم الحدیث:7138

28 صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر، رقم الحدیث:3015

29 سورۃ المائدہ32 :

30 سیرۃ ابن ہشام، ج:2، ص:403

31 ابراھیم:35

32 صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم الحدیث:6012

33 البقرۃ:195

34 سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، رقم الحدیث:3436

35 سیرۃ ابن ہشام، ج:2، ص:412

36 سنن نسائی، کتاب الخیل، رقم الحدیث:3608

37 سورۃ المائدہ:90

38 صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث:5218

39 سنن ابن ماجہ، ابواب کتاب السنۃ، رقم الحدیث:224

40 الحجرات:6

41 صحیح مسلم، مقدمۃ، رقم الحدیث:7

42 صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث:5063

43 مسند احمد / مسند الانصار رضی اللہ عنھم، رقم الحدیث:22211

44 صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث:218

45 سیرۃ ابن ہشام، ج:1، ص:336

46 صحیح بخاری، کتاب الأضاحی، رقم الحدیث:5550

47 المؤمنون:8

48 صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، رقم الحدیث:3733

49 صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث:284

50 سنن ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:2380